سید ہجویر مخدومِ امم رحمۃ اللہ علیہ
اور
حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ اشاعت نمبر 10

تحریر
سید محمد عبداللہ شاہ قادری

ترتیب و تحقیق
محمد نعیم جاوید نوری

ناشر فیضانِ رسول فاؤنڈیشن

Marfat.com

سید ہجویر مخدومِ امم رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ اشاعت نمبر 10

تحریر

سید محمد عبداللہ شاہ

محمد نعیم جاوید

ناشر فیضانِ رسول فاؤنڈیشن

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر 10

نام کتاب	....	سید ہجویر مخدوم امم اور حضرت علامہ اقبال
مصنف	....	سید محمد عبداللہ شاہ قادری
میزان حروف	....	ملک محبوب الرسول قادری
تحریک	....	علامہ محمد نعیم جاوید نوری
بتعاون	....	محترم عزیز احمد خان قادری کانٹینٹل ٹریولز
	....	غزالی پبلیکیشنز اردو بازار لاہور
باہتمام	....	محمد رفیق چشتی، تولیس احمد نقشبندی
صفحات	....	40
سال اشاعت	....	مارچ 2008ء..........ماہِ میلاد ۱۴۲۹ھ
طابع	....	اسلامک میڈیا سنٹر 042-7214940
تعداد	....	1100
قیمت	....	دعائے خیر بحق معاونین

Marfat.com

اظہارِ تشکر

عزیز العلماء والفقراء محترم عزیز احمد خان اچھے بزنس مین، اچھے انسان اور بہترین علم دوست شخصیت ہیں۔ علماء و مشائخ کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کبھار ہم بھی ان سے ملاقات کے لیے ان کے دفتر چلے جاتے ہیں۔ ایسی ہی ایک ملاقات میں مختلف علمی و دینی گفتگو کے دوران انھوں نے محترم سید محمد عبداللہ قادری کا تالیف کردہ ''کتابچہ سید ہجویر مخدوم امم اور حضرت علامہ محمد اقبال'' مجھے یہ کہتے ہوئے دیا کہ آپ اس رسالہ کو دیکھیں اگر قابلِ اشاعت ہو تو اسے فیضانِ رسول فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے شائع کر دیں۔ مسودہ کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ زیرِ نظر کتابچہ نہایت اہمیت کا حامل ہے حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایڈیٹر جہانِ رضا نے اسے سراہا تو ہماری مزید ہمت بندھ گئی۔ اس رسالہ کی اشاعت میں برادرم ملک محبوب الرسول قادری ''ایڈیٹر، سوئے حجاز'' ممتاز روحانی شخصیت حاجی محمد ضیاء الدین غزالی پبلیکیشنز اردو بازار، محمد رفیق چشتی سرپرست فیضان رسول فاؤنڈیشن، عزیزم یونس احمد نقشبندی پرنسپل اقراء اسلامک سکول (ٹرسٹ) چوبرجی، کی خصوصی شفقت اور مشاورت نے بھی بڑا کام دکھایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احباب اور دیگر معاونین فیضان رسول فاؤنڈیشن کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

محترم قارئین!

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور تبلیغی دین ہے۔ بزرگانِ دین، علماء و محدثین نے نہایت محنت شاقہ سے یہ پیارا دین ہم تک پہنچایا ہے۔ اب آنے والی نسلوں تک نبی کریم علیہ السلام کا یہ پیغام ہدایت پہنچانا ہر صاحب شعور مسلمان کی ذمہ داری ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا بلغوا عنی ولو کان آیہ (دوسروں تک میری طرف سے پہنچاؤ چاہے ایک آیت ہی کیوں نہ ہو) تبلیغ و ابلاغ کے بہت سے ذرائع ہیں مگر قلم، کتاب کی اہمیت ہر دور میں مسلمہ

Marfat.com

رہی ہے۔ مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے رسالے شائع کرنا وقت اہم ضرورت ہے۔ الحمدللہ اس گئے گزرے دور میں بھی بے شمار لوگ ان رسالوں کو پڑھ کر ہدایت کا سامان پاتے ہیں۔ ہمیں اس سلسلہ میں کراچی، اندرون سندھ، کشمیر حتی کہ پورے ملک سے ہر ماہ سینکڑوں خطوط موصول ہوتے ہیں اور جواباً ہم مفت لٹریچر کی ترسیل کو یقینی بناتے ہیں، اس کارخیر کی وسعت اور مزید بہتری کے لیے مخلص معاونین کے تعاون کی ضرورت ہے۔ لہذا آپ بھی اپنے حصہ کا فریضہ ادا کرنے کے لیے فیضانِ رسول فاؤنڈیشن کے دفتر سے رجوع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ کرے یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

طالب دعا

محمد نعیم جاوید نوری

خادم، فیضانِ رسول فاؤنڈیشن لاہور 0321-4094405

Marfat.com

تصوف

اور

مرشد عصر حضرت اقبالؒ کے فکری زاویے

اہل تصوف میں دو مختلف نظریات رواج پذیر ہیں۔ جنھیں...... وحدت الوجود...... اور...... وحدت الشہود...... کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یا انھیں دوسری اصطلاح میں دین ہمہ اوست...... اور دین ہمہ از اوست کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کا تصوف کے دونوں نظریات پر گہرا مطالعہ تھا لیکن وہ خود نظریہ وحدت الوجود کے قائل و داعی تھے اقبال کا عقیدہ تھا کہ انسان صحیح معنوں میں اسی وقت مسلمان ہوسکتا ہے جب قرآن کے بتائے ہوئے اوامر و نہی اس کی اپنی خواہش بن جائیں۔ ایک مکتوب میں علامہ لکھتے ہیں کہ زمانہ حال کے مسلمانوں کی نجات اس میں ہے کہ بزرگان سلف کے حیرت ناک تذکروں کو زندہ کیا جائے انھوں نے سید سلمان ندوی کے نام ایک خط میں لکھا کہ میری ایک مدت سے خواہش ہے کہ اسلامی حکماء اور صوفیاء کے نقطہ نگاہ سے یورپ کو روشناس کیا جائے مجھے یقین ہے کہ اس کا بہت اچھا اثر ہوگا انھوں نے تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قادری چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام ایک خط 8 اگست 1933ء کو ارسال کیا جس میں رقمطراز ہیں کہ ......میں نے گزشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی اب پھر ادھر جانے کا قصد ہے اور اس سفر میں محی الدین ابن عربی پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے۔"...... اس خط کی ابتداء میں علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کیا "اگرچہ زیارت اور استفادہ کا شوق ایک مدت سے ہے تاہم اس سے پہلے شرف نیاز حاصل

Marfat.com

نہیں ہوا اب اس محرومی کی تلافی اس عریضہ سے کرتا ہوں گو مجھے اندیشہ ہے کہ اس خط کا جواب لکھنے یا لکھوانے میں جناب کو زحمت ہوگی بہر حال جناب کی وسعت اخلاق پر بھروسہ کرتے ہوئے چند سطور لکھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیش نظر مقصد کے لیے کھٹکھٹایا جائے۔" حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کا پورا مکتوب گرامی حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات مہر منیر میں موجود ہے اس خط کے مندرجات کو پڑھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کو تصوف اور صوفیاء سے کتنی عقیدت و دلچسپی تھی واضح رہے کہ نظریہ وحدت الوجود کو حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ اور نظریہ وحدت الشہود کو مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پھیلانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے اور علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ خط ہر دو بزرگوں سے زبردست عقیدت کا مظہر ہے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حدود خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے۔

وہ انگریزی طرز معاشرت اور مغربیت سے بہت متنفر تھے انھوں نے فرمایا کہ ہمیں مغربی تہذیب پر تنقید کی ضرورت ہے تقلید کی ضرورت نہیں۔ اسلامی خدمت کے جذبے کا اظہار فرماتے ہوئے علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میری آرزو ہے کہ میں اپنے ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں پر دین کے اسرار منکشف کر جاؤں تا کہ وہ دین کے قریب آجائیں انھوں نے صرف کاروباری اور پیشہ ور واعظوں کو نصیحت کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم کانفرنس منعقدہ 1931ء کے خطبہ صدارت میں واضح طور پر کہا تھا کہ موجودہ زمانے کے واعظوں کو تاریخ، اقتصادیات اور عمرانیات کے حقائق عظیمہ سے آشنا ہونے کے علاوہ اپنی قوم کے لٹریچر اور تخیل میں پوری دسترس بھی رکھنی چاہیے۔ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے صوفیاء کرام کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے غلام میراں کے نام ایک خط میں لکھا کہ درویشوں کے قافلے میں جو لذت اور راحت ہے وہ امیروں کی معیت میں کیونکر نصیب ہو سکتی ہے بلکہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ شعر بھی اسی خیال کی تصدیق کرتا ہے۔

نہ تخت و تاج میں، نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

Marfat.com

ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

بلکہ انھوں نے تو اکتوبر 1926ء میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے ایک جلسے میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے واضح طور پر کہا تھا کہ یہ جوہر انسانی کا کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا اور کسی چیز کی دید سے مطلب نہ رہے یہ طریقہ بہت مشکل ہے کتابیں پڑھنے یا میری تقریر سننے سے نہیں آئے گا اس کے لیے کچھ مدت نیکوں اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر روحانی انوار حاصل کرنا ضروری ہیں۔ شاید اسی لیے تو انھوں نے کہا تھا کہ

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ لاہور میں داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت میاں میر رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت شاہ محمد غوث رحمہ اللہ کے مزارات کی حاضری کے لیے اکثر جایا کرتے تھے حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزارات پر حاضری کے لیے انھوں نے دور دراز کے سفر بھی کیے اور اکتساب فیض کیا اپنے روحانی مدارج میں ترقی پائی۔ انھوں نے ملت کے نوجوانوں کو ہدایت فرمائی کہ:

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن بر آستان کاملے

اور پھر اس کی وجہ بھی خود ہی بتاتے ہیں کہ

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

وہ بزرگوں کو صاحب کمال وکرامات سمجھتے تھے اور خدا کی دی ہوئی توفیق اور اختیار سے اس کی رحمت اور ہدایات کے خزانے تقسیم کرنے والے تصور کرتے تھے انھوں نے حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ عالی میں حاضری دی اور کہا۔

Marfat.com

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تیری فیض عام ہے تیرا
ستارے عشق کے تیری کشش سے ہیں قائم
نظام مہر کی صورت، نظام ہے تیرا
تیری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا
نہاں ہے تری محبت میں رنگ محبوبی
بڑی ہے شان بڑا احترام ہے تیرا

دوسری جگہ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔

دلوں کو چاک کرے مثل شانہ جس کا اثر
تیری جناب سے ایسی ملے فغان مجھ کو
وہ شمع بارگہ خاندان مرتضویؑ
رہے مثل حرم جس کا آستاں مجھ کو
بھلا ہو دونوں جہانوں میں حسن نظامی کا
ملا ہے جس کی بدولت یہ آستاں مجھ کو

اور جب حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر گئے تو اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ پکار اٹھے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں میں ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں

Marfat.com

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

یہ سچ ہے کہ علامہ اقبال کی ذات گرامی ان شخصیات میں سے ایک ہے جو قوموں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص عطیہ ہوا کرتے ہیں۔ وہ ایک عالمگیر اور آفاقی پیغام کے امین تھے ان کی فکر اور سوچ کا پایا بہت بلند تھا۔ ان کے کلام اور پیغام کو باریک بینی اور بصارت وبصیرت سے دیکھنے والا ان کے بلند مقام کا قائل ہو کے رہتا ہے۔ ان کا پیغام اسلام کا پیغام ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کا پیغام ہے۔ وہ زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کی آفاقی حیثیت کا سکہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ شاید اسی لیے تو انھوں نے کہا کہ ۔

ہمسایہ جبریل امیں بندہ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

اقبال اس عظیم سورج کی مثل ہیں جو مشرق سے ابھرنے اور مغرب میں غروب ہونے کے باوجود مشرقی یا مغربی نہیں کہلاتا بلکہ اپنی عالمگیر حیثیت کو برقرار رکھتا ہے۔ اقبال کا کلام و پیغام انسانی رواداری اخوت و بھائی چارے اور اتحاد و یگانگت کی کھلی دعوت ہے۔ اسی لیے اقبال نے پکار کر کہا کہ ۔

یقیں محکمہ عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

وہ اسلام کے تقدس ماب کے نظریات غیر مشروط اور وابستگی رکھتے ہیں اسی لیے تو مذہب کی بنیاد پر وحدت واخوت کا درس دیتے نظر آتے ہیں۔ گویا فرمایا ۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

Marfat.com

دوسری جگہ فرمایا ۔

دامن دین ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

وہ عصر حاضر میں احساس کمتری کا شکار ان افراد کو ناصحانہ انداز میں ارشاد فرماتے ہیں جو اپنے آپ کو جدید اور ترقی یافتہ ثابت کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات سے نہ صرف دور ہیں بلکہ وہ اسلامی روایات کا مذاق اڑانے پر تلے ہوئے ہیں۔ گویا اقبال نے فرمایا ۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
ان کی جمعیت کا ملک و نسب پر ہے انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

ان کے کلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں اسلامی روح کارفرما ہے وہ ایسے اصول وضوابط پیش کرتے ہیں کہ پوری انسانیت کی اصلاح اور کامیابی یقینی نظر آتی ہے۔ زیر نظر سطور میں ہم مفکر اسلام، مصور پاکستان، قلندر لاہوری، شاعر انقلاب حضرت علامہ اقبال کے چند فکر انگیز ارشادات کا مطالعہ کریں گے جو زندگی کے تمام شعبوں میں ہمارے لیے راہنما اصولوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ گویا اقبال فرماتے ہیں ۔

- مصیبت ایک عطیہ خداوندی ہے تاکہ انسان پوری زندگی کا مشاہدہ کرلے۔
- کردار اور صحت مند تخیل میسر آ جائے تو اس گناہ اور دکھ بھری دنیا کی ایسی تعمیر نو ممکن ہے کہ یہ ایک حقیقی جنت بن جائے۔
- ضبط نفس افراد میں ہو تو خاندانوں کی تعمیر ہوتی ہے۔ قوموں میں ہو تو سلطنتیں قائم ہوتی ہیں۔
- فلسفہ بوڑھا بنا دیتا ہے جبکہ شاعری تجدید شباب کرتی ہے۔
- میں اپنے شب و روز اور ماہ و سال کی قدر و قیمت ان تجربات کے لحاظ سے جانچتا ہوں جو وہ مجھے بخشتے ہیں اور بعض اوقات میں یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہوں کہ ایک آن واحد پورے ایک سال سے زیادہ گراں قدر ہے۔

Marfat.com

- خدا اور شیطان دونوں انسان کو مواقع فراہم کرتے ہیں اور یہ اسی پر چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ ان مواقع سے جیسا مناسب سمجھے فائدہ اٹھائے۔
- اسلام اور عیسائیت دونوں کو ایک مشترک حریف یعنی بت پرستی سے نمٹنا پڑا لیکن فرق یہ ہے کہ عیسائیت نے اپنے حریف سے سمجھوتا کر لیا اسلام نے اسے بالکل نیست و نابود کر دیا۔
- قومیں شعراء کے دلوں میں جنم لیتی ہیں اور سیاست دانوں کے ہاتھوں میں چلتی اور پھر مر جاتی ہیں۔
- زندگی میں کامیابی کا انحصار عزم پر ہے نہ کہ عقل پر۔
- اپنی حدود کو پہچانے اور اپنی صلاحیتوں کو پرکھئے پھر زندگی میں آپ کی کامیابی یقینی ہے۔
- سچی سیاسی زندگی کا آغاز حقوق کے مطالبے سے نہیں بلکہ فرائض کی ادائیگی سے ہوتا ہے۔
- خوشا وہ دل جو عشق نبی ﷺ کا نشیمن ہو۔
- حدود خودی کے تعین کا نام شریعت ہے۔
- مادہ اور روح دونوں کے امتزاج کا نام حقیقت ہے۔
- شعر سننے اور سنانے کی چیز نہیں، تنہائی میں بیٹھ کر پڑھنے کی چیز ہے۔
- حسن قوت سے خالی ہو تو محض ایک پیغام موت ہے۔
- ہر انسان چھوٹے پیمانے پر ایک خالق ہے اور ان تخلیقی قوتوں کو ضائع کرنے کا نام گناہ ہے۔
- درویشوں کے قافلے میں جو لذت و راحت ہے وہ امیروں کی معصیت میں کیونکر نصیب ہو سکتی ہے۔
- خودی کا عرفان، قرآن کے سوا کہیں نہیں۔
- وہ حسن جس پر استغنا کا غازہ نہ ہو بدصورتی سے بھی بدتر ہے
- قومیں فکر سے محروم ہو کر تباہ ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

❀ فلسفہ، انسانی عقل کی خنک تیرگی میں ٹھٹھرتے ہوئے تجربات کا مجموعہ ہوتا ہے۔
شاعر آتا ہے اور اپنے سوزِ دل سے انھیں گرما کر واقعیت میں بدل دیتا ہے۔

❀ کاہل دماغ میں پودے کی سی خصوصیت ہوتی ہے وہ بھی ناچ نہیں سکتا۔

صوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستیِ گفتار
شاعر کی نوا مردہ و افسردہ و بے ذوق
افکار میں سرمست، نہ خوابیدہ نہ بیدار
وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستیِ کردار

❀❀❀

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہرِ ملکوتی
خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند
درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر میرا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نہ آبلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

❀❀❀

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے
مومن کا مقام ہر کہیں ہے

❀❀❀

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

Marfat.com

ان ارشادات کی روشنی میں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں رہا کہ فکر اقبال کو عام کرنا عصر حاضر کی اہم ضرورت ہے اور مرشدِ عصر حضرت اقبال نے بھی اس آرزو کا اظہار اپنے اس دعائیہ شعر میں کیا تھا ۔

خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نور بصیرت عام کر دے

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ سے آپ کی عقیدت وارادت، انس اور قلبی و روحانی تعلق ایک مسلمہ حقیت ہے اور اس موضوع پر محقق ابن محقق مخدوم ومحترم سید محمد عبد اللہ شاہ قادری حفظہ اللہ تعالیٰ نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے خداوند متعال ان کی اس سعی کو قبول ومقبول فرمائے سچ یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب اپنے خاندان کے وقار کا علامتی نشان اور اپنے والد بزرگوار ماہر اقبالیات سید نور محمد قادری قدس سرہٗ کے حقیقی جانشین ہیں۔ میں برادرم علامہ محمد نعیم جاوید نوری ان کی مسجد انتظامیہ اور فیضان رسول فاؤنڈیشن کے جملہ اراکین وذمہ داران کو ایک بہت اچھے موضوع پر بہت اچھی کتاب شائع کرنے کے سبب مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اپنی خاص رحمتوں سے انہیں بھی وافر حصہ عطا کرے اور حضرت داتا گنج بخشؒ وحضرت قلندر لاہوری مرشد عصر علامہ اقبال کا حقیقی فیض نصیب کرے۔ اللہ تعالیٰ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ اور حکیم الامت عارف لاہوری حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کے روشن خیالات، نظریات وعقائد سے پوری قوم کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

غبارراہِ بطحا
ملک محبوب الرسول قادری
(چیئرمین)
اسلامک میڈیا سنٹر
27/A (شیخ ہندی سٹریٹ) دربار مارکیٹ لاہور

042-7214940
0300-9429027
0321-9429027

Marfat.com

شعر

شہر لاہور کہ ہے سجدہ گہہ اہل نظر
مرد ہجویر کا نقشِ کفِ پا رکھتا ہے

(نیر واسطی حکیم)

Marfat.com

انتساب!

میں ان چند اوراق کو

سلسلہ جنیدیہ کے روحانی پیشوا حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی قدس سرہٗ (مرشد گرامی حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ)

اور

سلسلہ قادریہ کے روحانی پیشوا حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہٗ آوان شریف ضلع گجرات (مرشد گرامی حضرت علامہ محمد اقبالؒ)

کے نام معنون کرتا ھوں

بہر بلبل مدیہ دیگر بدست مابنود
بوئے گل در دامنِ باد صبا پیچیدہ ایم

سو واری تارے چمکن پئے سوواری شبنم ڈھلکے پئی
جنہاں نے تینوں ویکھ لیا اوہ نظراں کتے نہ ٹھہر دیاں
(پیر فضل حسین فضل گجراتی)

نوٹ: حضرت قاضی صاحبؒ میرے خاندان کے روحانی پیشوا ہیں۔

خاک پا راہِ دردمنداں
سیّد محمد عبداللہ قادری
چک 15 شمالی ضلع منڈی بہاؤالدین (پنجاب) پاکستان

Marfat.com

تہدیہ

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی فخری قادری ابن فخر الاطباء حکیم فقیر محمد چشتی نظامی (م 17 نومبر 1999ء) جنھوں نے اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قادریؒ (م 1928ء) کی تعلیمات کو اجاگر کرنے کیلئے بھرپور انداز میں کام کیا جو مدتوں یادرکھا جائے گا۔

نامور محقق ونقاد ماہر اقبالیات سیّد نور محمد قادریؒ بن حافظ سید محمد عبداللہ قادریؒ (م 15 نومبر 1996ء) سید صاحبؒ نے اعلیٰ حضرت بریلویؒ، علامہ محمد اقبالؒ پر جتنا کام کیا وہ سند کی حیثیت رکھتا ہے اور شعر فہم وسخن شناس تھے (سید صاحبؒ سے مجھے نسبت فرزندی ہے) مدفون چک 15 شمالی ضلع منڈی بہاؤالدین۔

ابو الطاہر فدا حسین فدا قادری لاہوری (پ 1919ء) ابن میاں بدر الدین احمدؒ، نامور شاعر، صاحب طرز ادیب، نقاد، سخن ور اور صحافی، علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی کے خوشہ چین (شاعری) ہیں غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی پر یکساں نظر رکھتے ہیں۔ تاریخ گوئی میں یگانہ روزگار ہیں۔ ماہ نامہ مہر و ماہ لاہور کے مدیر اور روح رواں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں صحت والی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔ فدا حسین فدا صاحب فروری 2006ء میں رحلت فرما گئے ہیں۔

نوٹ: تینوں بزرگوں میں گہری چھنتی تھی۔ برسوں دوستی رہی۔ اسلاف واخلاف کا نمونہ ہیں۔ میں آج جو کچھ لکھنے کے قابل ہوا ہوں اس میں ان بزرگوں کی محنت شاقہ کا خاصا دخل ہے۔

سیّد محمد عبداللہ قادری عفی عنہ

Marfat.com

بحضور سیّد ہجویر مخدوم امم ؒ

نذرانۂ عقیدت از حکیم نیّر واسطی

مطرب عشق عجب ساز و نوا رکھتا ہے
دل کے ہر پردے میں ہنگامہ بپا رکھتا ہے
عظمت فقر ہے ہر حال میں تابندہ جمال
لالہ صحرا میں بھی شاہانہ قبا رکھتا ہے
صحنِ مئے خانہ کہ ہے مہبط انوارِ خدا
قبلہ حاجت و محراب دُعا رکھتا ہے
اللہ اللہ رے فیضانِ در پیر مغاں
مستِ جام مئے اندوہ ربا رکھتا ہے
شہر لاہور کہ ہے سجدہ گہہ اہل نظر
مرد[ل] ہجویر کا نقشِ کفِ پا رکھتا ہے (۱)

---

(۱) (ماہ نامہ فیض الاسلام راولپنڈی مئی 1974ء)

ل مرد ہجویر بزرگ ترین ہستی ہے جس نے بت کدہ ہند میں معبود حقیقی کی واحدنیت کا علم بلند کیا جس نے صرف ایک ذات کے سجدہ کی تبلیغ کے لیے عمر گراں مایہ صرف کر دی۔ آج بھی ان کے نام لیواؤں کو ان کے پیغام پر غور و عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ رسمی عقیدت سے آگے بڑھ کر حقیقی اطاعت ہی قلب و روح میں معنوی انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔ (عرشی)

Marfat.com

مدح حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ

از: حضرت مولانا محمد بخش مسلمؒ (بی۔اے)
خطیب مسلم مسجد لاہور

مرشد و مخدوم شیدائے کلام کبریا
ترجمان حق ندائے سنت خیرالوریٰ
داعی توحید و آئین محمد مصطفےٰ
طالب صدیق ؓ و فاروق ؓ و غنی و مرتضیٰ
سید و حسنی حسینی و امام لاصفیا
غزنوی حنفی جنیدی پیکر علم و ہدیٰ
راز دار و خود شناس است و حقیقت یہ آشنا
کشف محجوب است شاہکار ولی الاولیاء
در دیار کفر آمد صاحب نور و ضیاء
عالماں را پیشوا و عارفاں را مقتدا
گفت تبلیغ و تصوف مرحبا صد مرحبا
بیگماں شد اولیں معمارِ پاکستان ما
خواجہ اجمیر داند سید ہجویر را
آشنا گوید بوصف آشنا و ہمنوا
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما(۱)

(۱) ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور ص 14 صفر المظفر 1408ھ (جو کہ جانشین فقیہ اعظم، صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری کی زیر ادارت نکلنے والا علم و تحقیق ایک شاہکار رسالہ ہے۔)

Marfat.com

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ۔ و۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

از: طارق سلطانپوری حسن ابدال

سیّد ہجویر کے اقبال بھی تھے بانیاز
معتقد تہ دل سے تھے داتا کے وہ دانائے راز
محترم ہیں حق نگاہانِ حرم اقبال کے
سیّد ہجویر "مخدوم اُمم" اقبال کے
مرقد داتا کو لکھا پیر سنجر کا حرم
یوں کیا واضح مقام سیّد والا حشم
حضرت داتا کا بھی اُن پر تھا غایت التفات
محرمان راز کو معلوم ہیں کچھ واقعات
جو ولی ہے جانتا ہے رتبہ و جاہِ ولی
اولیائے پاک رکھتے ہیں مکمل آگہی(۱)

(۱) مکتوب سردار محمد عبدالقیوم خاں طارق سلطانپوری۔ بنام سید محمد عبداللہ قادری 27 جون 2000ء

Marfat.com

لاہور (پنجاب پاکستان)، میں ایسی دو عظیم شخصیات ہو گزری ہیں جن کا تذکرہ ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ یوں ہی رہتی دنیا تک ان کے ناموں اور کارناموں کو قوم ہمیشہ یاد رکھے گی اور جنھیں فراموش کرنے کے باوجود بھی فراموش نہ کیا جا سکے گا۔

ان شخصیات پر اللہ تعالیٰ عزوجل شانہٗ اور اس کے حبیب مکرم آقا دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بے حد وحساب عنایات ہیں۔

ان شخصیات سے مراد

تصوف کی دنیا کے شہنشاہ مخدوم الامم حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ اور حکیم الامت، شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ ہیں۔ جن کی شہرت بقا دوام تک رہے گی۔ حضرت علامہ محمد اقبالؒ، حضرت داتا گنج بخشؒ کے عالی عقیدت مند تھے انھوں نے حضرت داتا صاحبؒ سے مقدور بھر روحانی فیض حاصل کیا۔ اس فیض کا ذکر حضرت علامہؒ اکثر و بیشتر اپنے خاص دوستوں سے کیا کرتے تھے۔ جن کا تذکرہ محقق مصنفین نے اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے حضرت داتا صاحبؒ سے حضرت علامہؒ کی عقیدت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے کہ حضرت داتا صاحبؒ کی حضرت علامہؒ پر کتنی نظر عنایت تھی۔

حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے عمر بھر حضرت داتا صاحبؒ کی مشہور تصنیف...... "کشف المحجوب" کو حرز جان بنائے رکھا بہت استفادہ کیا اور اپنے ملنے والوں کو کشف المحجوب کے مطالعہ کی ترغیب دیتے۔

میں (سید محمد عبداللہ قادری) نے حضرت علامہؒ کی شعری تصنیف "اسرار خودی" کی شرح سے بھی فائدہ اُٹھایا ہے۔ اسرار خودی کی شرح، پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے کی ہے جو اس فن میں خوب مہارت رکھتے تھے اور شرح کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں اور نئی معلومات بھی فراہم کرتے ہیں۔

اسرار خودی کی شرح کے علاوہ میں نے نامور محقق و نقاد ماہر اقبالیات سید نور محمد

Marfat.com

قادریؒ (م 15 نومبر 1996ء) مصنف اقبال کا آخری معرکہ، اقبال کے دینی اور سیاسی افکار، میلاد شریف اور علامہ اقبال، کے مضمون ''علامہ اقبال کی صوفیائے عظام سے عقیدت'' مشمولہ ''اقبال ریویو'' لاہور جنوری 1984ء سے بھی مستفید ہوا ہوں۔ مجھے (سید نور محمد قادریؒ چک نمبر 15 شمالی ضلع منڈی بہاؤالدین سے نسبت فرزندی ہے)

مجھے امید واثق ہے کہ ''حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ سے حضرت علامہ محمد اقبال کی عقیدت'' کا مطالعہ قارئین کے لیے اور راقم کے لیے باعث انبساط اور وسیلہ نجات بنے گا۔ انشاءاللہ العزیز بجاہ سید المرسلین علی الیہ علیہ وآلہ وسلم۔

سید محمد عبداللہ قادری

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کی مایہ ناز تالیف ''کشف المحجوب'' کے دیباچہ میں حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی فخری ابن حکیم فقیر محمد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ (17 نومبر 1999ء) تحریر فرماتے ہیں۔

''علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ نے حضرتؒ داتا صاحب قدس سرہٗ کی عظیم الشان دینی خدمات اور روحانی عظمت کو چند اشعار میں جو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے وہ اُن (علامہ محمد اقبال) ہی کا حصہ ہے ذیل میں ان کے وجد آفرین اشعار ملاحظہ ہوں۔

سید ہجویر مخدوم اُمم
مرقد او پیر سنجر را حرم
بند ہائے کوہسار آساں گیخت
در زمین ہند تخم سجدہ ریخت
عہد فاروقؓ از جمالش تازہ شد
حق ز حرف او بلند آوازہ شد
پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانہ باطل خراب
خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت

حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ نے اپنی شعری تصنیف ''مثنوی اسرار خودی'' میں حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز کی ایک حکایت بیان کی ہے اُس حکایت میں اُس نوجوان کا قصہ بیان کیا ہے جو مرو سے چل کر حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کی خدمت میں لاہور حاضر ہوا تھا اور حضرت داتا صاحبؒ سے دشمنوں کے ستم کی شکایت کی تھی جس پر شیخ موصوف نے اسے نصیحت فرمائی۔

Marfat.com

راست می گویم عدو ہم یار تست
ہستی او رونق بازار تست

معروف شارح پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے ''اسرار خودی'' کی شرح کرتے ہوئے بحث ''یازدہم'' میں ایک عنوان یوں مرتب کیا ہے۔

''اس نوجوان کی داستان جو مرو سے چل کر حضرت سید علی ہجویری علیہ الرحمتہ کی خدمت میں لاہور حاضر ہوا تھا۔''

میں (سیّد محمد عبداللہ قادری ولد سیّد نور محمد قادریؒ) چاہتا ہوں کہ اس بحث کو پورے کا پورا نقل کر دیا جائے۔ جو خالی از دلچسپی نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ ''بحث یازدہم'' ص 424 تا ص 431 تک محیط ہے۔

تمہید

اس فصل میں اقبال نے اس نوجوان کی حکایت بیان کی ہے جو مرو سے چل کر حضرت سید علی ہجویری المقلب بہ داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لاہور حاضر ہوا تھا۔

اگر چہ مخدوم الملت حضرت علی ہجویریؒ اور سلطان الہند حضرت خواجہ اجمیریؒ غایت شہریت کی بنا پر تعارف سے بے نیاز ہیں مگر حصول برکت و جلب سعادت کی غرض سے راقم الحروف ان کے تذکرے سے اپنی ناچیز تالیف کے اوراق کو مزین کرنا چاہتا ہے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم
(سعدی)

تذکرہ شیخ ہجویری

ابوالحسن کنیت ہے علی اسم گرامی ہے۔ غزنی کے قریب ہجویر نامی گاؤں میں ولادت ہوئی اس لیے ہجویری مشہور ہوئے ظاہری تعلیم سے فراغت کے بعد باطنی تعلیم ابوالفضل محمد بن الحسن ختلی سے پائی۔ ان کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ان کے حکم سے تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے لاہور تشریف لائے چند سال قیام کے بعد پھر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی

Marfat.com

وفات کے بعد پھر لاہور کو اپنے قدموں سے برکت بخشی اللہ تعالیٰ نے حضرت کے مواعیظ حسنہ میں وہ تاثیر عطا فرمائی تھی کہ ان کی بدولت ہزاروں غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت کا معمول یہ تھا کہ صبح کو قرآن حکیم کا درس دیتے سہ پہر کو مبلغین اسلام کی ترتیب فرماتے تھے اور شام کو نماز مغرب کے بعد بھاٹی دروازہ کے باہر کھلے میدان میں وعظ کے پردہ میں غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ کم و بیش تیس سال تک سرزمین لاہور کو انوارِ اسلام سے منور کرنے کے بعد 1072 / 465ھ میں رحلت فرمائی۔

چونکہ سردار ملک بمعنی بود
سال رحلت بر آید از ''سردار''
465ھ

حضرت کی تصانیف میں سے کشف المحجوب بہت مشہور اور مقبول ہے۔ محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ اگر کسی کو مرشد نہ ملتا ہو تو کشف المحجوب کا مطالعہ کرے۔ انشاء اللہ اس کی برکت سے مرشد مل جائے گا۔

1914ء میں راقم الحروف (یوسف سلیم چشتی) بہ کارِ اعتزال و فلسفہ کی سرحدوں سے گزر کر تشکیک و الحاد کی وادی میں قدم رکھ چکا تھا۔ لیکن کشف المحجوب کے مطالعہ کی برکت سے مسلک عشق و محبت سے روشناس ہوا بعد ازاں اقبال کے مطالعہ کی بدولت مرشد رومیؒ کی بارگاہ تک رسائی ہو گئی۔

اگر کسی کو خالص اسلامی تصوف سے آگاہی مقصود ہو تو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ انشاء اللہ گوہر مراد ہاتھ آ جائے گا۔ مزید تفصیل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

دوسرے مصرع میں اقبال نے سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیریؒ کی طرف اشارہ کیا ہے حضرت موصوف چھٹی صدی ہجری میں بلدۂ سجستان میں پیدا ہوئے اسی لیے سنجری مشہور ہوئے۔ یہ لفظ کثرتِ استعمال سے سنجری بن گیا چنانچہ اقبال نے ''پیر سنجر'' ہی لکھا ہے۔

عنفوان شباب میں، محبت الٰہی دل میں موجزن ہوئی۔ چنانچہ وطن سے نکل کر عراق تشریف لائے اور حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے شرف بیعت حاصل کیا بیس سال تک غلاموں کی طرح اپنے مرشد کی خدمت کی، تب جا کر سند ارشاد و ہدایت پر فائز ہوئے (لیکن یہ پرانے

Marfat.com

زمانہ کی باتیں ہیں عہد انگلش کی برکات میں سے ایک برکت یہ بھی ہے کہ آج کل مسند ارشاد پر فائز ہونے کے لیے کسی مرشد یا ہادی کی صحبت یا خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔ محض اڈیڑی کی بدولت ایک مسلمان ''صالح'' بن سکتا ہے اس کے بعد جماعت بنا کر ''امیر جماعت'' کے عہدہ پر فائز ہو جاتا ہے اور امارت کے بعد ہدایت کا درجہ خود بخود حاصل ہو جاتا ہے)

منازل سلوک طے کر لینے کے بعد مرشد کی معیت میں حج کی سعادت حاصل کی جب مدینہ منورہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حضوری کی سعادت نصیب ہوئی تو بارگاہِ رسالت ﷺ سے بشارت ملی کہ ہندوستان جا کر تبلیغ و اشاعت اسلام کا فریضہ انجام دو اسی لیے حضرت کا لقب ''سلطان الہند'' ہے کیونکہ اس اقلیم کی ولایت (بادشاہی) کا پروانہ خاص شہنشاہِ کونین ﷺ کی بارگاہِ عالیہ سے صادر ہوا تھا اس وصفِ خاص میں ہندوستان کا کوئی روحانی پیشوا حضرت کا شریک نہیں ہے۔

یہ بشارت عظمیٰ پا کر حضرت اقدس عازم ہندوستان ہوئے اور براہ کابل و پشاور، وارد لاہور ہو کر حضرت مخدوم الامم سید علی ہجویریؒ کے مزار مقدس پر معتکف ہوئے جب چلہ سے فارغ ہوئے تو ملتان تشریف لے گئے اور وہاں پانچ چھ سال قیام کر کے ہندی اور سنسکرت میں مہارت بہم پہنچائی تا کہ ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بوجوہ احسن انجام دے سکیں۔

ڈاکٹر آرنلڈ لکھتا ہے کہ خواجہ صاحب نے دلی سے اجمیر تک دوران سفر کم و بیش آٹھ سو ہندوؤں کو اسلام میں داخل کیا۔ 10 محرم 561ھ کو اجمیر میں نزول اجلال فرمایا اور ستر سال تک کفرستان ہند کو نور اسلام سے منور کرنے کے بعد 6 رجب 632ھ کو رحلت فرمائی۔

حضرت کا آستانہ عالیہ گزشتہ سات سو سال نے مسلمانانِ ہند کی عقیدت کا مرکز بنا ہوا ہے اور بڑے بڑے سلاطین مثلاً اکبر اور شاہ جہان نے عتبہ عالیہ پر جبہ سائی کو اپنے لیے باعثِ صد فخر و مباہات سمجھا ہے۔

حضرت کی ذاتِ بابرکات، عاشقوں کے لیے راحت اور مسرت کا سب سے بڑا منبع ہے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اگر کسی کو عشق رسول ﷺ سے بہرہ اندوز ہونے کی آرزو ہو تو سرخیل عشاق، خواجہ خواجگان، سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری سے محبت کر کے تماشہ دیکھ لے جبھی تو حضرت گرامی ہوشیار پوری مرحوم نے یہ شعر لکھا ہے:

Marfat.com

من بد امانِ معین الدین حسن دستے زدم

سیّد من، ہادیِ من، خضرِ من، مولائے من

حکایت بیان کرنے سے قبل مرو کا مختصر حال بھی لکھ دوں تو مناسب ہے واضح ہو کہ یہ تاریخ شہر خیوا سے 300 میل کے فاصلہ پر وادیٔ مرغاب میں واقع ہے اس شہر کو سکندر اعظم نے آباد کیا تھا مسلمانوں کے عہد عروج میں یہ شہر صوبہ خراسان میں شامل تھا اور کئی مرتبہ شاہان نے اس کو اپنا دارالحکومت بھی بنایا۔ لیکن 1786ء میں جب ازبکوں نے اس کو فتح کیا تو تباہ کر دیا چنانچہ آج تک اسے گذشتہ عظمت نصیب نہیں ہو سکی۔ دلی کی طرح اس شہر کے آثار قدیمہ سینکڑوں میلوں کے رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ 1883ء میں جب روسیوں نے ترکستان فتح کیا تو یہ شہر بھی ان کے قبضہ میں آ گیا اس وقت شہر کی آبادی 20 ہزار سے کچھ زائد ہے۔

اقبال کہتے ہیں کہ سید علی ہجویری مخدوم الامم ہیں۔ ان کے مزار سے حضرت خواجہ غریب نواز اجمیریؒ نے فیض حاصل کیا۔ انھوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے اسلام کی تبلیغ کی۔

درزمین ہند تخم سجدہ ریخت

جس طرح فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسلام کو دنیا میں آشکار کیا۔ حضرت کے مشرف باسلام ہونے سے پہلے، کسی شخص کو مکہ میں اپنے اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے کی جرأت نہیں تھی چنانچہ فردوسی لکھتا ہے۔

عمرؓ کرد اسلام را آشکار

بہار است گیتی جو باغ و بہار

اسی طرح حضرت علی ہجویریؒ نے ہندوستان میں اسلام کو آشکار کیا حضرت موصوف قرآن حکیم کی عزت کے محافظ تھے اور ان کی نگاہ کی تاثیر سے باطل مغلوب ہو گیا مختصر یہ ہے کہ۔

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت

ایک دن ایک نوجوان شہر مرو (ترکستان) سے چل کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں دشمنوں میں محصور ہو گیا ہوں۔ اندریں حالات مجھے زندگی بسر کرنے کا

Marfat.com

طریقہ سکھایئے۔

یہ سن کر حضرتؒ نے جن کی ذات میں جمال کے ساتھ جلال کا رنگ بھی موجود تھا فرمایا کہ دشمنوں کا خوف اپنے دل سے بالکل نکال دو اور تمھارے اندر جو قوتیں خوابیدہ ہیں ان کو بیدار کرنے کا انتظام کرو یعنی اپنی خودی کو مستحکم کر لو دیکھو! اگر تم نے اپنے آپ کو کمزور ناتواں اور ضعیف تصور کرو گے تو رفتہ رفتہ ایسے ہی ہو جاؤ گے۔

سنگ چوں برخود گمان شیشہ کرد
شیشہ گردید و شکستن پیشہ کرد

اے عزیز! تو اپنے آپ کو کمزور مت سمجھ۔ جو شخص اپنے آپ کو ناتواں سمجھتا ہے قانون قدرت یہ ہے کہ اس کے دل سے مدافعت اور مقابلہ کی طاقت سلب ہو جاتی ہے اور رہزن بآسانی اسے مغلوب کر لیتا ہے نیز تو اپنے آپ کو پانی اور مٹی سے مرکب مت سمجھ۔ تیرے اندر شعلۂ طور پوشیدہ ہے اس کو نمایاں کر دے تا کہ ایک دنیا تیرے سامنے سر بسجود ہو جائے تو دشمن کو دشمن سمجھتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ

راست می گویم عدو ہم یار تست
ہستی او رونق بازارِ تست

دشمن بھی ایک رنگ میں تیرا دوست ہے کیونکہ اس کی بدولت تیری پوشیدہ قوتیں بروئے کار آ سکتی ہیں اگر دشمن نہ ہوتا تو ممکناتِ زندگی (فطری صلاحیتوں) کے اظہار کی کوئی صورت نہیں ہے اس لیے

کشت انسان را عدو باشد سحاب

اے نوجوان! اگر تو ہمت سے کام لے تو راستہ کا پتھر پانی کی طرح تیرے سامنے سے ہٹ جائے گا۔ یاد رکھ! کھانا پینا اور سونا یہ تو حیوانوں کی زندگی ہے نہ کہ انسانوں کی جس انسان کی خودی محکم اور مستحکم نہ ہو اس کا وجود اور عدم دونوں یکساں ہیں۔

لیکن اگر تو اپنی خودی کو مستحکم کرے تو دشمنوں کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔

تو اگر خواہی جہاں برہم کنی

تو ساری دنیا کا مقابلہ کر سکتا ہے اور بفضل خدا کامیاب ہو سکتا ہے اے نوجوان!

Marfat.com

اگر تو اپنی خودی کی حفاظت سے غافل ہو جائے گا تو انجام کار فنا ہو جائے گا پس اگر تو بقاء (ابدی زندگی) کا آرزومند ہے تو اپنی خودی کو مستحکم کر لے۔

گر فنا خواہی زخود آزاد شو

گر بقا خواہی بخود آباد شو

یہ شعر اس فصل کی روح رواں ہے کیونکہ اس میں اقبال نے اپنا سارا فلسفہ قلم بند کر دیا ہے۔ اے نوجوان! موت جو ایک عالمگیر حقیقت ہے، یہ فراق جان و تن کا نام نہیں ہے جیسا کہ عموماً لوگ سمجھتے ہیں دراصل موت خودی کی تربیت سے غافل ہونے کا نام ہے۔

نوٹ: علامہ نے اس شعر کا پہلا مصرعہ مرشد رومیؒ کے اس مشہور شعر سے مستعار لیا ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن!

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن!

اقبال کہتے ہیں:

چیست مردن؟ از خودی غافل شدن

تو چہ پنداری، فراق جان و تن

اے نوجوان! اگر تو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح اپنی خودی کو مستحکم کرے تو اسیری (غلامی) سے بادشاہی کے رتبہ کو پہنچ سکتا ہے یہ نصیحت جو حضرت موصوفؒ نے آج سے ہزار سال پہلے مرو کے نوجوان کو دی تھی۔

یہی نصیحت آج چودھویں صدی میں اقبال پاکستان کے نوجوانوں کو دے رہے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ حضرت ہجویری کا مخاطب ان کی طرف متوجہ تھا اور اقبال کا مخاطب سینما کی طرف متوجہ ہے۔

Marfat.com

''راوی'' کے اقبال نمبر اپریل 1974ء میں میاں ایم اسلم (برادر میاں امیر الدین) اپنے ایک مضمون میں حضرت علامہ محمد اقبالؒ کی زبانی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمتہ کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

''آپ (علامہ محمد اقبال) نے فرمایا کہ حضرت گرامی آئے ہوئے تھے اور حسب دستور میرے پاس مقیم تھے۔ ایک روز ہم دونوں صبح صبح گھر سے نکل کر حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے کو چلے، بھاٹی دروازہ کے باہر ایک سفید ریش آدمی ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا میری جیب میں ایک چونی تھی۔ میں نے وہ چونی اس کے ہاتھ پر رکھ دی لیکن اس نے چونی زمین پر پھینک دی اور ایک روپیہ مانگا۔ مانگنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ میرا قدم آگے کو نہ بڑھا میں نے گرامی صاحب سے کہا کہ آپ دربار کو چلیے میں آپ کے پیچھے پیچھے پہنچتا ہوں۔ گرامی صاحب نے کہا کہ وہ اسی جگہ میرا انتظار کریں گے۔ گھر دروازے کے قریب ہی تھا۔ میں نے گھر سے ایک روپیہ لیا اور واپس آ کر اس فقیر کو دے دیا۔ اس نے دعا دی پھر میں اور گرامی، حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر جا پہنچے۔ یہاں ہم کچھ دیر ٹھہرے اور فاتحہ پڑھ کر گھر واپس لوٹ آئے۔ اسی روز میرے منشی طاہر نے مجھے پانچ سو روپے کا نوٹ دیا اور کہا کہ ایک مقدمے والا آیا تھا اور وہ یہ پانچ سو روپے آپ کی فیس دے گیا ہے۔ حضرت گرامی جو میرے پاس بیٹھے تھے۔ بولے ڈاکٹر صاحب لیجیے آپ کو ایک کے پانچ سو مل گئے۔''

''روزگار فقیر'' کے مصنف فقیر سید وحید الدین، اپنے والد ماجد کی زبانی حضرت داتا گنج بخشؒ اور حضرت علامہ محمد اقبالؒ کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

''کل صبح میں اقبال کے ہاں گیا تو گویا میرے منتظر تھے۔ دیکھتے ہی کھل گئے اور کہا اچھا ہوا فقیر تم آ گئے۔ سنا ہے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کی درگاہ میں آج کل کوئی بہت روشن ضمیر بزرگ قیام رکھتے ہیں۔ ان سے ایک سوال کا جواب چاہتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ جب مسلمانوں سے یہ وعدۂ ایزدی ہے کہ وہ اقوام عالم میں سرفراز اور سربلند ہوں گے تو آج کل یہ قوم اتنی ذلیل و خوار کیوں ہے اچھا ہے تم بھی ساتھ چلو، اکیلے زحمت کون کرے۔ میں نے

Marfat.com

حامی بھر لی اور چلنے کی تیاریاں شروع کر دیں...... داتا گنج بخشؒ کے سفر کا فیصلہ ہوتے ہی انھوں (علامہ اقبال) نے علی بخش کو آواز دی اور کہا دیکھو ہم باہر جا رہے ہیں ذرا جلدی سے فقیر کے لیے حقہ بھر دو اور بھاگ کر کچھ سوڈا لیمن وغیرہ لے آؤ اس اہتمام میں حسب معمول جانے کتنا وقت نکل گیا۔ جب صبح سے دوپہر ہوگئی تو میں نے کہا بھئی اقبال تمہارا کہیں جانے کا ارادہ تو ہے نہیں یوں ہی وقت ضائع کر رہے ہو۔ میں تو اب گھر چلا! اقبال اس پر کچھ چونک سے پڑے اور کہا بھئی اب تو واقعی دھوپ تیز ہوگئی ہے۔ تم جانا چاہتے ہو تو جاؤ لیکن یہ وعدہ کرو شام کو ضرور آؤ گے کچھ بھی ہو ہمیں ان بزرگ کے پاس ضرور جانا ہے میں وعدہ کر کے چلا آیا۔ سہ پہر کو پھر پہنچا لیکن پھر اس طرح حقہ اور سوڈا لیمن میں دن ڈھل گیا۔

میں نے اقبال سے اس تساہل کا ذکر کیا تو اقبال بہت ہی انکساری سے کہنے لگے۔ بھئی اس دفعہ معاف کر دو صبح ضرور چلیں گے۔ اگلی صبح میں عمداً دیر سے پہنچا گیارہ بجے کا وقت ہوگا اقبال کو دیکھا تو ان کی عجیب کیفیت تھی رنگ زرد، چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ تفکر اور اضطراب کا یہ عالم کہ جیسے کوئی شدید سانحہ گزر گیا ہو۔ میں نے پوچھا خیر تو ہے کہنے لگے فقیر میرے قریب آ کر بیٹھو تو کہوں۔

آج صبح میں بیٹھا تھا کہ علی بخش نے آ کر اطلاع دی کہ کوئی درویش صورت آدمی ملنا چاہتا ہے تو میں نے کہا بلا لو اور ایک درویش صورت اجنبی میرے سامنے خاموش آ کھڑا ہوا۔ کچھ وقفہ کے بعد میں نے کہا فرمایئے۔ آپ کو مجھ سے کچھ کہنا ہے۔ اجنبی بولا۔ ہاں تم مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ میں تمھارے سوال کا جواب دینے آیا ہوں اور اس نے مثنوی کا یہ مشہور شعر پڑھا۔

گفت رومی ہر بنائے کہنہ کا باداں کنند
تو ندانی اوّل آں بنیاد را ویراں کنند

کچھ پوچھو نہیں مجھ پر کیا گزر گئی۔ چند لمحوں کے لیے مجھے قطعی اپنے گرد و پیش کا احساس جاتا رہا۔ ذرا حواس ٹھکانے ہوئے تو بزرگ سے مخاطب ہونے کے لیے دوبارہ نظر اٹھائی لیکن وہاں کوئی بھی نہ تھا علی بخش کو ہر طرف دوڑایا لیکن کہیں سراغ نہ ملا۔"

آخری عمر میں تو حضرت علامہ محمد اقبالؒ "فنا فی الگنج بخشؒ" ہو کر رہ گئے تھے ان دنوں

Marfat.com

میں ایک تو وہ ''کشف المحجوب'' کا بہ کثرت مطالعہ کرتے اور دوسرے 1936ء سے لے کر اس وقت تک جبکہ چلنے پھرنے سے بالکل معذور ہو گئے ہر روز صبح کی نماز اپنے ایک عزیز دوست ڈاکٹر نیاز احمد کی ہمرائی میں حضرت داتا گنج بخشؒ کی درگاہ میں ادا کرتے رہے اور معمول میں کبھی ناغہ نہ ہوا۔

ہاں اگر وہ لاہور سے باہر گئے ہوں تو علیحدہ بات ہے۔ ڈاکٹر نیاز احمد سابق ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی پنجاب یونیورسٹی کی نواسی محترمہ شائیلہ امین صاحبہ اپنے ایک مضمون میں ''علامہ محمد اقبالؒ کے روزانہ کے معمولات میں حاضری درگاہِ داتا گنج بخشؒ کا یوں تذکرہ کرتی ہیں اپنے نانا کی وساطت سے۔

نانا مرحوم ایک بات جس کا وہ خاص طور پر ذکر کرتے تھے وہ علامہ اقبالؒ کی حضرت داتا گنج بخشؒ کے لیے عقیدت تھی۔ ایک بار جب علامہ اقبالؒ سے ملاقات کے لیے جاوید منزل گئے تو علامہ اقبال ''کشف المحجوب'' کا مطالعہ کر رہے تھے نانا کو دیکھتے ہی پرنم آنکھوں سے بولے۔ دیکھو ڈاکٹر نیاز یہ کتاب نہیں یہ تو گنجینہ معنی ہے کیا خوبصورت پیغام کتنے سادہ لفظوں میں دیا گیا مگر سمجھ نہیں آتی مسلمان اس قدر بے حس کیوں ہو گیا ہے۔ واللہ اگر ہم آج بھی داتا صاحبؒ کے تصوف کی گہرائی اور گیرائی سمجھ لیں تو اسلام کو سمجھنے میں دقت ہی کچھ نہ رہ جاتی۔

نانا مرحوم کہتے ہیں 22 فروری 1936ء سے لے کر نومبر 1937ء تک یہ دستور رہا کہ میں صبح تین بجے کا الارم لگا کر سوتا 3 بجے گاڑی لے کر سیدھا جاوید منزل پہنچتا۔ پہلے ہی ہارن پر حضرت علامہ تشریف لے آئے۔ ہم دونوں نماز فجر داتا صاحبؒ کی درگاہ میں ادا کرتے۔ علامہ محمد اقبالؒ قرآن کا نصف پارہ تلاوت کرتے اور اُجالا ہونے پر میں انھیں ان کی اقامت گاہ پر چھوڑ کر واپس آتا اس معمول میں اندھیرے، سویرے، گرمی، سردی، برسات میں کبھی فرق نہیں پڑا نومبر 1937ء کے آغاز میں جوڑوں کے درد کے باعث چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے جس سے یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔

حضرت سید مغفور القادریؒ حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے حضور حضرت داتا گنج بخشؒ کی وساطت سے پہنچے۔ جناب سیّد اسرار بخاری اپنی تالیف ''حیاتِ مغفور'' میں یوں تذکرہ فرماتے ہیں (جو ص 62 تا 64 تک پھیلا ہوا ہے) ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

''آپ (سید مغفور القادریؒ) کو حضرت علامہ محمد اقبالؒ کی ذات اور کلام سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا تقریباً سارا کلام اقبال زبانی یاد تھا۔ تحریر و تقریر میں اس کثرت سے حضرت علامہ کے اشعار سناتے کے لوگ حیران رہ جاتے، خلوت اور تنہائی میں بارہا آپ کو کلام اقبال ترنم سے پڑھتے اور مضطرب انداز میں روتے دیکھا گیا۔ حضرت علامہ سے ملاقات کے انتہائی خواہش مند اور شائق تھے مگر اس کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو رہی تھی دوسری طرف دور دراز دیہاتی علاقے میں رہنے کی وجہ سے آپ کو اس بات کا قطعاً علم نہیں تھا کہ حضرت علامہ کے ہاں دنیاوی رکھ رکھاؤ اور تکلفات کے برعکس انتہائی سادہ، درویشانہ بلکہ قلندرانہ طریقہ رائج تھا۔ ہر شخص کے لیے رات دن دروازہ کھلا تھا۔ کسی پیشگی اجازت یا وقت مقرر کرنے کے مصنوعی طریقوں سے یہ عاشق رسول ﷺ بالکل ناآشنا تھا۔ لیکن چونکہ آخری دور میں حضرت علامہ کی شہرت آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی تھی۔ حضرت والا اپنے طور پر یہ سمجھتے تھے کہ نہ معلوم حضرت علامہ کی خدمت میں حاضری کے لیے کتنی تگ و دو کرنی پڑے گی۔

1936ء کے آواخر میں حضرت والا لاہور تشریف لے گئے ظہر کے وقت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مقدس کی زیارت کے لیے آستانہ عالیہ پہنچے آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جس شہر میں داخل ہوتے پہلے وہاں کے معروف بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے۔ آپ نے مزارِ مبارک پر مراقبہ فرمایا تو دل میں غیبی تقاضا ہوا کہ ابھی ابھی علامہ اقبال کی خدمت میں جایئے۔ اس زمانے میں حضرت علامہؒ جاوید منزل میں منتقل ہو چکے تھے۔ آپ (سید مغفور القادریؒ) ایک خادم کے ہمراہ اسی وقت جاوید منزل کے لیے روانہ ہو پڑے۔

مغرب سے تقریباً آدھ گھنٹہ قبل آپ جاوید منزل پہنچے۔ جوں ہی کوٹھی کے احاطے میں داخل ہوئے آپ نے دیکھا کہ حضرت علامہ برآمدے میں کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ آپ نزدیک ہوئے اور سوچنے لگے کہ حضرت علامہ سے کس طرح اپنا تعارف کراؤں۔ اتنے میں حضرت علامہؒ نے خلافِ معمول فرمایا، آیئے آیئے شاہ صاحب میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ فرماتے ہوئے حضرت علامہ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور ان کی آواز گلوگیر ہو گئی۔ حضرت مغفور القادریؒ یہ معاملہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے کہ نہ میری جان نہ پہچان نہ پہلے سے وقت مقرر کیا ہے۔ میری انتظار کے کیا معنی! اندر پہنچے تو کمرے کی سادگی دیکھ کر

Marfat.com

آپ متعجب ہوئے۔ بیٹھتے ہی حضرت علامہ فرمانے لگے شاہ صاحب، کچھ سنایئے ''حضرت والا نجی محافل میں یا کسی شخصیت کی خواہش پر کبھی کبھار انتہائی پرسوز اور خوبصورت انداز میں مثنوی، نعتیہ کلام اور کافیاں پڑھتے تھے۔ آپ نے یہ اشعار شروع کیے۔

سید و سرور محمد نورِ جاں　　　مہتر و بہتر شفیع مجرماں
مہترین و بہترین انبیاء　　　جز محمد نیست در ارض و سما

حضرت علامہؒ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور وہ انتہائی کیف و جذب کی حالت میں تھے اس کے بعد آپ نے بچل سرمست فاروقی کی ایک کافی کے چند مصرعے پڑھے تو حضرت علامہؒ کا ضبط ٹوٹ گیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت والا نے دریافت کیا کہ حضرت ذرا اس راز سے تو پردہ اٹھایئے کہ جان پہچان کے بغیر میرے انتظار اور تعارف میں کیا حکمت ہے۔

حضرت علامہؒ نے فرمایا ''شاہ جی بات کچھ نہیں گزشتہ رات مجھے خواب میں حضرت داتا گنج بخشؒ کی زیارت ہوئی انھوں نے آپ کی شکل دکھاتے ہوئے مجھے فرمایا کہ مغرب کے وقت سلسلہ قادریہ کے ایک دردمند درویش کو تمھارے پاس بھجوا رہا ہوں۔ اس کا خیال رکھنا، آپ کی ٹوپی (مخصوص قادری ٹوپی) میرے لیے خاص نشانی تھی۔ آپ جوں ہی کوٹھی کے احاطے میں داخل ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ میں تو صبح سے آپ کے انتظار میں تھا اس کے بعد کچھ دیر وحدت الوجود اور وحدت الشہود پر گفتگو ہوتی رہی۔ آخر میں صوفیائے کرام کے مختلف سلاسل پر بات چل نکلی تو حضرت علامہ نے فرمایا کہ سلسلہ قادریہ تمام سلاسل کا جامع سلسلہ ہے اور بالآخر یہی سلسلہ غالب آجاتا ہے۔ حضرت علامہ نے فرمایا کہ مجھے بھی اسی سلسلہ سے فیض ملا ہے۔

محفل کے آخر میں حضرت والا نے علامہؒ سے فرمایا کہ میرے حق میں دعا کیجیے اس پر حضرت علامہ رونے لگے اور فرمانے لگے کہ شاہ صاحب آپ ہی دعا فرمائیں۔ اس کے بعد آپ واپس آگئے لیکن حضرت علامہ سے اس مختصر ملاقات کا ہمیشہ مزہ لے لے کر ذکر فرماتے اور اکثر اوقات آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ بارہا آپ نے فرمایا کہ افسوس! ہماری قوم اقبال کو زندگی میں نہ پہچان سکی۔''

Marfat.com

حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے خادم خاص میاں علی بخش نے اپنی زندگی میں حضرت علامہؒ کے ہاں ایک ایسا ناقابل فراموش واقعہ دیکھا جسے میاں علی بخش عمر بھر یاد کرتے رہے۔ ایک دن نصف شب کا واقعہ ہے۔ جس میں ایک بزرگ حضرت علامہؒ کے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے دوسرے بزرگ بازار میں لسی کی دوکان لگائے بیٹھے تھے۔ یہ واقعہ بہت مشہور اور زبان زد عام ہے۔

مئی 2000ء کے ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ کراچی میں سید مہر علی کا ایک مضمون دریا دل، شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے علامہ کے ہاں واقعہ نصب شب تحریر کیا ہے۔ جو ادھورا چھوڑ دیا ہے۔ یہ نہیں بتا سکتے دونوں بزرگ کون تھے۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازیؒ کو راوی لکھا ہے۔ میں (سید محمد عبداللہ قادریؒ) واقعہ کی تہہ تک جانا چاہتا ہوں کہ اصل واقعہ کیا ہے ہماری خوش قسمتی ہے کہ نیازی صاحب ہم میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل شانہٗ انھیں صحت والی عمر عطا فرمائے بجاہ سید المرسلین ﷺ اس وقت نیازی صاحب کی عمر تقریباً 85 سال ہے۔

میں نے 9 اگست 2000ء کو مولانا نیازی صاحب کو "واقعہ نصف شب" کے سلسلہ میں ایک خط بذریعہ جناب ظہور الدین خاں، مکتبہ رضویہ 2/24 سوڈی وال کالونی ملتان روڈ لاہور روانہ کیا۔ کیونکہ ظہور الدین صاحب کی مولانا نیازی صاحب سے پرانی نیاز مندی ہے اکثر و بیشتر ملاقات کرتے ہیں۔ مولانا کی کتاب "اتحاد بین المسلمین" بھی شائع کر چکے ہیں۔

اس تحریر کے وقت حضرت مجاہد ملت زندہ تھے اب جبکہ وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

راقم الحروف کے والد مکرم نامور محقق و نقاد ماہر اقبالیات سید نور محمد قادریؒ (المتوفی 15 نومبر 1996ء) چک نمبر 15 شمالی ضلع منڈی بہاؤالدین اور راقم کے سے بھی ظہور الدین خاں کے دیرینہ علمی و ادبی مراسم ہیں الحمدللہ یہ تعلقات آج تک بڑی گرم جوشی سے قائم ہیں۔

جناب ظہور الدین خاں میرا خط لے کر مولانا نیازی کی خدمت میں حاضر ہوئے

Marfat.com

انھیں میرا خط سنایا تو نیازی صاحب نے اپنی یادداشت کے مطابق اصل واقعہ لکھوا دیا۔ نیازی صاحب کا کہنا مستند ہے کیونکہ وہ ثقہ راوی ہیں۔

ظہور الدین خاں نے مجھے بذریعہ خط مورخہ 18 اگست 2000ء جواب روانہ کیا ملاحظہ فرمائیں۔

2/24

سوڈی وال کالونی ملتان روڈ لاہور

برادرم سید محمد عبداللہ قادری زید مجدکم

سلام ورحمت

مولانا نیازی صاحب (محمد عبدالستار خاں) خوش قسمتی سے ان دنوں لاہور میں ہی تھے پچھلے دنوں نواب زادہ نصراللہ خاں کی A.P.C کانفرنس میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ جونہی میں نے آپ (سید محمد عبداللہ قادری) کا معاملہ ان کے سامنے رکھا تو انھوں نے فوراً واقعہ لکھوانا شروع کر دیا۔

احقر نے واقعہ آپ کے مرسلہ واقعہ کی پشت پر لکھنا شروع کر دیا۔ جلدی میں لکھا ہے امید ہے پڑھا جائے گا۔

گوجرانوالہ کے جس بزرگ نے واقعہ نیازی صاحب سے بیان کیا تھا۔ اس وقت زندہ نہیں ہیں اور ان کا نام بھی مولانا کو بھول گیا ہے۔ یاد نہیں آ رہا۔ ان کی اولاد بیٹے وغیرہ موجود ہیں۔

والسلام مع الاکرام

ظہور الدین

Marfat.com

واقعہ نصف شب کی کہانی مولانا نیازی صاحب کی زبانی

اصل واقعہ

گوجرانوالہ کے ایک بزرگ علی بخش کے پاس آئے اور کہا مجھے علامہ محمد اقبال کی زندگی کے کچھ واقعات بتاؤ علی بخش نے جواب دیا کوئی بات ایسی نہیں رہ گئی جو مجھ سے علامہ محمد اقبال نے بیان نہ کی ہو حتیٰ کہ مجھے ان کے شب و روز خوراک کا حال بھی یاد ہے۔ ایسی کوئی بات یاد نہیں جو بیان نہ کی ہو اور آپ کو بتاؤں۔ جب اُس بزرگ نے اصرار کیا تو علی بخش نے کہا۔ ہاں ایک واقعہ ایسا ہے جو پیش آیا مگر علامہ محمد اقبال نے اُس کی تفصیلات نہیں بتائیں۔

ایک روز وہ میری فداکارانہ خدمت سے مسرور تھے اور مجھے کہا علی بخش بتاؤ تمھیں کیا دوں تاکہ تم خوش ہو جاؤ میں نے جواب دیا کہ جو معاملہ آپ کو ایک دن نصف شب کو پیش آیا تھا اور میں نے اس کے بارے میں آپ سے سوال کیا تو آپ نے بتانے سے انکار کر دیا۔ اب بتانا چاہتا ہوں مگر اس شرط کے ساتھ میرے حین حیات (عمر بھر) کسی کو نہ بتانا البتہ میری زندگی کے بعد بتا سکتے ہو۔

جس رات کا ذکر ہے وہ یوں ہے ایک روز نصف شب آپ (علامہ محمد اقبال) بستر پر لیٹے ہوئے بے حد بے چین اور مضطرب تھے دائیں بائیں پلٹتے تھے یکا یک آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کوٹھی (میکلوڈ روڈ) کے باہر گیٹ کی طرف نکل گئے میں بھی پیچھے چلا گیا۔ اتنے میں ایک پاکیزہ بزرگ اندر داخل ہوئے ان کا لباس خوبصورت سفید تھا انھیں آپ نے پلنگ پر بٹھا دیا اور خود نیچے ان کے پاؤں میں بیٹھ گئے اور اس روحانی بزرگ کے پاؤں دبانے لگے اور اسی دوران علامہ نے ان سے پوچھا کہ آپ کے لیے کیا لاؤں۔ انھوں نے جواب دیا کہ مجھے دہی کی لسی بنا کر پلا دو۔ اس پر میں نے علی بخش کو کہا جگ لے کر جاؤ اور باہر سے لسی بنوا کر لے آؤ۔

میں (علی بخش) حیران تھا کہ اس وقت لسی کہاں سے حاصل کروں بھاٹی گیٹ جا

Marfat.com

کر مسلمان کی کسی دوکان سے بنوا کر لے آؤں یا لاہور اسٹیشن جا کر کسی مسلمان سے بنوا کر لے آؤں۔ جونہی میں باہر نکلا تو کوٹھی کے سامنے ایک بازار دکھائی دیا۔ بازار میں مجھے ایک لسی والے کی دکان نظر آئی میں اس کے پاس چلا گیا اور اسے کہا کہ مجھے جگ میں لسی بنا کر دے دو اس نے جگ مجھ سے لے لیا جگ کو اچھی طرح دھویا اور پھر ایک دہی کی مٹک (کونڈا) اٹھا کر اپنے گڑوے میں لسی بنا کر مجھے میرے جگ میں بھر کر دے دی۔

میں (علی بخش) نے اس کے پیسے پوچھے تو سفید ریش بزرگ دوکاندار نے جواب دیا کہ علامہ محمد اقبال سے ہمارا حساب چلتا رہتا ہے تم لے جاؤ اور ان کو پیش کر دو۔ میں جگ لے کر آیا تو حضرت علامہ کو پیش کر دیا۔ حضرت علامہ نے ایک گلاس پھر ان سفید ریش روحانی بزرگ کو پیش کیا انھوں نے پی لیا اور پھر دوسرا گلاس بھر کر دیا وہ بھی انھوں نے پی لیا جب تیسرا گلاس بھرا تو بزرگ نے فرمایا خود پی لو۔ کافی دیر تک علامہ صاحب اس بزرگ کے پاؤں دباتے رہے اور باتیں کرتے رہے کچھ دیر بعد وہ بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کوٹھی سے باہر نکلنے کے لیے چل دیے۔ علامہ صاحب بھی ان کے ساتھ نکلے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔ کوٹھی سے باہر وہ بزرگ نکلے تو پھر غائب ہو گئے میں حیران کہ یہ کون ہیں کہاں چلے گئے اور پھر سامنے وہ دوکاندار بھی نہ تھا جس نے مجھے لسی بنا کر دی تھی۔

میں نے پوچھا حضرت (علامہ محمد اقبال) یہ بزرگ کون تھے اور دوکان پر بیٹھے سفید ریش بزرگ کون تھے۔

علامہ صاحب نے فرمایا کہ میں ان کے نام بتاتا ہوں لیکن میری زندگی میں کسی کو نہ بتانا۔ جو بزرگ کوٹھی میں تشریف لائے اور لسی پی وہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری تھے اور جس بزرگ نے لسی بنا کر دی وہ داتا گنج بخش علی ہجویری ہیں۔

یہ سارا واقعہ گوجرانوالہ کے اس بزرگ کو علی بخش نے بتایا اور پھر گوجرانوالہ کے اس بزرگ نے یہ واقعہ مجھے (محمد عبدالستار خاں نیازی) کو بتایا۔

(مولانا) محمد عبدالستار خاں نیازی

تحریر: ظہور الدین خان 18 اگست 2000ء

میرا مضمون "علامہ محمد اقبال کے ہاں وقعہ نصب شب ماہ نامہ ضیائے حرم لاہور جنوری 2003ء، مجلہ انوار رضا جوہر آباد، نیازی نمبر میں شائع ہوا تو حافظ آباد کے جناب مکرم

Marfat.com

محمد یوسف حضوری صاحب کی نظر سے گزرا تو انھوں نے از راہ عنایت مجھے خط تحریر کیا خط کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

راقم الحروف (محمد یوسف حضوری) آپ (سید محمد عبداللہ قادری) کا تجسس دور کر رہا ہے۔ مولانا نیازی مرحوم 12 اپریل 1987ء کو حافظ آباد تشریف لائے تھے وہ ڈاکٹر محمد حسین بھٹی چشتی گولڑوی (31 مارچ 1987ء) کے ختم قل کی تقریب میں بیان فرما رہے تھے اس خطاب میں چونکہ ڈاکٹر بھٹی مرحوم کے ایصال ثواب کی بات تھی۔ اسی حوالہ سے مولانا نیازی نے داتا صاحب علیہ الرحمتہ، خواجہ اجمیری علیہ الرحمتہ سے علامہ اقبال کی عقیدت کا واقعہ، ڈاکٹر محمد حسین بھٹی کی زبانی سنایا تھا۔ راقم الحروف (محمد یوسف حضوری) نے ازاں بعد اسے روزنامہ مشرق لاہور کو ارسال کیا تھا مضمون، 27 جون 1990ء میں شائع ہوا۔ بعدازاں راجا رشید محمود نے ماہ نامہ ''نعت'' لاہور کے لیے کاپی منگوائی تھی۔ وہ گوجرانوالہ کی شخصیت ڈاکٹر محمد حسین بھٹی مرحوم ہی تھے۔ جس کا ذکر نیازی صاحب نے کیا کیونکہ حافظ آباد 1993ء سے قبل ضلع گوجرانوالہ کی تحصیل تھی۔ اور مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی مرحوم کے مطابق اس واقعہ کے راوی، مندرجہ ذیل لوگ ہیں۔ علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ علی بخش رحمتہ اللہ علیہ (خادم خاص علامہ اقبال)

ڈاکٹر محمد حسین بھٹی حافظ آبادی اور مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ جناب ظہور الدین خان صاحب 24/2 سوڈی وال کالونی ملتان روڈ لاہور نے ایک واقعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے متعلق تحریر کر کے راقم السطور کو روانہ کیا ہے۔

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ کی کتب بانگ درا وغیرہ کی کتابت معجز رقم خطاط استاد یگانہ عبدالمجید پرویں رقم کرتے تھے۔ حضرت علامہؒ اپنے مجموعوں (کلام) کی کتابت میں بھرپور دلچسپی لیتے تھے کیونکہ خراب کتابت شاعری کے حسن کو دھندلا دیتی ہے۔

اب واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ جناب ظہور الدین خاں کو پروین رقم مرحوم کے شاگرد خوشی محمد ناصر قادری مرحوم نے ایک واقعہ سنایا۔ جو انھوں نے اپنے استاد کی زبانی سنا تھا۔ یہ واقعہ خواب کا ہے۔

میرے (خوشی محمد ناصر قادری) استاد مکرم عبدالمجید پروین رقم، حضرت علامہ محمد اقبال کی کتب کی کتابت کیا کرتے تھے۔ جتنی کتابت کر لیتے تھے وہ میرے ہاتھ (ذریعہ) حضرت

Marfat.com

علامہؒ کی خدمت میں بھجواتے تھے ان دنوں حضرت علامہ اقبال منزل، گڑھی شاہو میں مقیم تھے۔
ایک دفعہ کسی وجہ سے میرے استاد، حضرت علامہ محمد اقبال سے ناراض ہو گئے اور حضرت علامہ سے کہا کہ میں آئندہ آپ کا کام (کتابت) نہیں کروں گا۔ چند دنوں بعد میرے استاد مکرم پروین رقم نے مجھے بتایا کہ ایک روز خواب میں مجھے (پروین رقم) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمتہ ملے اور مجھے فرمایا (ہدایت کی) پروین رقم علامہ محمد اقبال کا کام نہیں چھوڑنا بلکہ کرتے رہنا۔

مجھے (ظہور الدین) خوشی محمد ناصر قادری مرحوم نے ایک اور واقعہ سنایا کہ جب میں حضرت علامہؒ کے ہاں کتابت لے کر جایا کرتا تھا تو ایک دن میں نے علی بخش خادم خاص حضرت علامہ سے پوچھا کہ حضرت علامہؒ آپ کو کتنی تنخواہ دیتے ہیں تو علی بخش نے جواب دیا جتنی ضرورت ہوتی ہے دے دیتے ہیں۔"

جناب خوشی محمد ناصر قادری کو ان کے استاد گرامی پروین رقم نے ضرور واقعہ سنایا ہوگا۔

روحانی تصرف تو موجود ہے اور ہر دور میں رہے گا بزرگ شخصیات کسی نہ کسی طرح حکم صادر فرماتے رہتے ہیں اگرچہ وہ لوگ ہم میں موجود نہیں ہیں ان کی توجہات برابر رہنمائی کرتی رہتی ہیں۔

جناب ظہور الدین خاں، مزید لکھتے ہیں کہ میں نے مذکورہ واقعہ آپ (سید محمد عبداللہ قادری) کے والد گرامی قدر نامور محقق و نقاد سید نور محمد قادری علیہ الرحمتہ کو سنایا تھا تو سید صاحبؒ فرمانے لگے کسی وقت یہ واقعہ جناب خوشی محمد ناصر قادری صاحب کی قلم سے لکھوا لو میں اپنی سستی و کاہلی کے باعث ایسا نہ کر سکا اب وہ ہم میں موجود نہیں ہیں۔ میں اس موضوع کو حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے ایک شعر پر ختم کرتا ہوں۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اس شعر کا انگریزی میں ترجمہ مولانا محمد بخش مسلم (بی اے) نے یوں کیا ہے۔

Lips cannot disclose what is being observed by eyes. There will be most amazing and wondersful change in the world.

Marfat.com

ماخذ

(۱) ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی مئی 1974ء

(۲) ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور ص 14 صفر المظفر 1408ھ

(۳) مکتوب سردار عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری بنام سید محمد عبداللہ قادری (راقم الحروف) 27 جون 2000ء

(۴) تذکرہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ و تعارف کشف المحجوب، از حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ ص 55۔ ناشر مصطفائی تحریک پاکستان لاہور جنوری 2000ء

(۵) کلیات اقبال حصہ فارسی اسرار و رموز ص 52

(۶) شرح اسرار خودی از پروفیسر یوسف سلیم چشتی ص 424 تا ص 431

(۷) ''راوی'' لاہور اقبال نمبر مضمون میاں ایم اسلم ص 9 اپریل 1974ء

(۸) روزگار فقیر، فقیر سید وحید الدین طبع ششم لاہور ص 32، 33، 1966ء

(۹) روزنامہ نوائے وقت لاہور (اقبال نمبر) مضمون شمائلہ آمین (نواسی ڈاکٹر نیاز احمد) 21 اپریل 1982ء

(۱۰) حضرت علامہ محمد اقبال کے متعلق چند نایاب تحریریں، مضمون سید نور محمد قادری ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اپریل 1997ء

(۱۱) مکتوب ظہور الدین خاں 24/2 سوڈی وال کالونی ملتان روڈ لاہور بنام سید محمد عبداللہ قادری محررہ 18 اگست 2000ء

(۱۲) مکتوب جناب محمد یوسف حضوری بنام سید محمد عبداللہ قادری محررہ 5 جنوری 2002ء

(۱۳) مکتوب ظہور الدین خاں بنام سید محمد عبداللہ قادری محررہ 24 اگست 2000ء

(۱۴) اقبال اے گریٹ مسلم مضمون مولانا محمد بخش مسلم، ماہنامہ رزم نو گجرات (حکیم الامت علامہ محمد اقبال نمبر) نومبر 1993ء

Marfat.com

واضح رہے کہ

- عناد اور تعصب قوم کے لیے زہر قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں
لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام وتفہیم امت کے لیے رحمت کا باعث ہے

- غیر مذاہب کے متعلق معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے
لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا دینی حمیت اور غیرت اسلامی سے انحراف ہے

- دین کی تبلیغ اور اشاعت اسلام میں حکمت عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے
لیکن حلال وحرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلام کو نرم کر دینا اسلام کی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

- آئین وسیاست سے الگ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے۔
جبکہ حضرت اقبال فرماتے ہیں ؎ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا نیک بندوں کے اوصاف میں داخل ہے۔
لیکن جہالت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

اگر آپ ایسا روشن خیال، منصفانہ، اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

فیضان رسول فاؤنڈیشن

کی مطبوعات کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ ان کو جملہ صفات اور محاسن سے مزین پائیں گے (انشاءاللہ)

مفت لٹریچر کی تقسیم کیلئے اشاعتی امور میں معاونین سعادت حاصل کرنے کے لیے رابطہ فرمائیں
0321-4094405

ناشر فیضانِ رسول فاؤنڈیشن
جامع مسجد حنفیہ فیضانِ رسول شام نگر (چوبرجی) لاہور فون: 042-7469718-0321-4094405

Marfat.com